S-2003-5-390-399

عدالت عظمیٰ رپوٹس 2003 ایس یو پی پی 5ایس سی آر

چودھاری رام جی بھائی نرسنگھائی
بنام۔
ریاست گجرات اور دیگران

10نومبر2003۔

ڈوریسوامی راجو اور اریجیت پسیات،جسٹسز۔

تعزیراتی ضابطہ،1860-دفعات 304 حصہ دوم،325اور447-مجرم قرار دینا- ٹرائل کورٹ کے ذریعے بری-عدالت عالیہ کے ذریعے اثباتِ جُرم-کی درستگی-کے تحت اثباتِ جُرم:عدالت عالیہ کا حکم قانون کی کسی واضع غلطی یا نقطہ نظر کی بگاڑ اور مداخلت کی ضمانت دینے کے لیے شواہد کی مکمل کمی کا شکار نہیں ہوتا ہے۔

قانونی شہادت ایکٹ، 1872-دفعہ 145-کا اطلاق-منعقد:لاگو ہوتا ہے جب ایک ہی شخص دو متضاد بیانات دیتا ہے-جب ایک استغاثہ کے گواہ اور دوسرے گواہ کے بیان کے درمیان مبینہ تضادات ہوں تو کوئی منفی نتیجہ نہیں نکالا جا سکتا۔

فوجداری مقدمہ:

گواہ-گواہی-ثبوت کی اہمیت-منعقد:جب قابل اعتماد اور قابل اعتماد گواہوں کی گواہی سے مخصوص حقائق قائم ہوتے ہیں،تو اسے دوسرے گواہوں کے ذریعے مزید ثابت کرنے کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ یہ کثرت کے مترادف ہوگا۔

متعلقہ گواہ-ثبوت کی اہمیت-منعقد:متعلقہ گواہوں کے ثبوت کو مسترد نہیں کیا جاتا ہے اگر یہ قابل اعتماد ہے-محتاط اور محتاط نقطہ نظر کی ضرورت ہے-اس کے علاوہ عدالت کو ریکارڈ پر موجود دیگر شواہد کی روشنی میں شواہد کی تعریف کرنی ہے۔

استغاثہ کے مطابق،مستغیث کے چچا کا بیٹا اپیل کنندہ اور جواب دہندہ نمبر2اور3 ہتھیاروں سے لیس مستغیث کے کھیت میں داخل ہوئے اور اس کے والد، بھائیوں پر حملہ کیا اور انہیں زخمی کر دیا۔واقعے کا مقصد فریقین کے درمیان دشمنی تھی۔واقعے کے وقت مستغیث جائے وقوع کے قریب تھا اور اس نے واقعہ کا مشاہدہ کیا اور ایف آئی آر درج کرائی۔زخمی افراد کو ہسپتال لے جایا گیا۔شکایت کنندہ کے والد زخموں کی تاب نہ لاتے ہوئے دم توڑ گئے ۔مستغیث،اس کی ماں،اس کے بھائیوں کی

جانچ کی گئی۔ دفاعی بیان کا اثر یہ تھا کہ یہ واقعہ میدان میں نہیں ہوا تھا لیکن شکایت کنندہ کی طرف سے میدان کی طرف جانے والی تنگ سڑک پر جا کر گاڑی کو روک دیا گیا تھا اور جھگڑے میں شکایت کنندہ کے والد نیچے گر گئے اور بیل گاڑی اس کے اوپر سے گزر گئی۔ٹرائل کورٹ نے فیصلہ دیا کہ ان کی گواہی قابل اعتماد اور قابل اعتماد نہیں ہے کیونکہ مختلف گواہوں کے شواہد کے درمیان مادی تضادات تھے اور ملزم کو بری کر دیا۔ عدالت عالیہ نے بری ہونے کے فیصلے کو کالعدم قرار دے دیا اور اپیل کنندہ اور جواب دہندہ گان 2 اور 3 کو مجرم قرار دیا۔ جواب دہندگان 2 اور 3 کو جانچ پڑتال کا فائدہ دیا گیا۔ لہذا موجودہ اپیل۔

اپیل کنندہ نے دعوی کیا کہ استغاثہ نے تنازعہ کی ابتدا کو دبا دیا ہے اور اس کے بیان میں ساکھ کا فقدان ہے؛ اگرچہ گواہوں نے حملے کے ہتھیار کو' کودل' کہا ہے، لیکن مستغیث کے ثبوت میں مذکورہ ہتھیار کے بارے میں کوئی ذکر نہیں ہے جو مبینہ طور پر استعمال کیا گیا تھا؛ کہ پوسٹ مارٹم رپورٹ اور طبی شواہد ' کودل' کے استعمال کے بارے میں زبانی شواہد کو مکمل طور پر مسترد کرتے ہیں؛ کہ استغاثہ کا فرض تھا کہ وہ استعمال شدہ ہتھیار کے پہلو کے بارے میں وضاحت حاصل کرے؛ کہ ٹرائل کورٹ نے آنکھوں کے شواہد اور طبی شواہد سے متعلق تضادات کو اجاگر کیا ہے اور مختلف شواہد کے درمیان تضادات نہیں ہیں۔گواہ؛ کہ جب جانچ کے فوائد کو دو شریک ملزموں تک بڑھایا گیا تو اپیل کنندہ کے حوالے سے مختلف معیار اپنانے کی کوئی معقول وجہ نہیں تھی۔

جواب دہندہ ریاست نے دعوی کیا کہ ٹرائل کورٹ نے قانون میں صحیح پوزیشن کو مدنظر رکھے بغیر ناقابل قبول احاطے پر کام کیا تھا؛ کہ حقیقت پسندانہ پوزیشن کا بھی مناسب تجزیہ نہیں کیا گیا تھا؛ کہ اگرچہ شریک ملزم افراد کو جانچ کا فائدہ دیا گیا ہے، اور عدالت عالیہ کے فیصلے کے اس حصے کو چیلنج کرنے والی کوئی اپیل دائر نہیں کی گئی ہے؛ اور یہ کہ اپیل کنندہ جانچ کی منظوری کا فائدہ نہیں اٹھا سکتا کیونکہ جرم میں اس کا قطعی کردار قائم ہوا تھا اور وہ جرم کے پیچھے بنیادی دماغ تھا۔

اپیل مسترد کرتے ہوئے عدالت نے

منعقد:. 1 عدالت عالیہ نے مقدمے کی سماعت کرنے والی عدالت کے ذریعے بری کیے جانے کے فیصلے کو پلٹ کر اپیل کنندہ کو اثباتِ جُرم سنانے کی ہدایت دیتے ہوئے قانون کے درست اصولوں کا اطلاق کیا ہے۔ جو نتائج اخذ کیے گئے ہیں وہ قانون کی کسی واضح غلطی یا نقطہ نظر کی بگاڑ اور مداخلت کی ضمانت دینے کے لیے شواہد کی مکمل کمی کا شکار نہیں دکھائے گئے ہیں۔(399-ای)

2.1. عدالت عالیہ نے پایا کہ ٹرائل کورٹ کا نقطہ نظر غلط تھا۔ یہ خیال تھا کہ اگر کوئی خاص حقیقت قابل اعتماد اور قابل اعتماد گواہوں کے ثبوت سے قائم ہوتی ہے، تو ریکارڈ پر اسی حقیقت کو ثابت کرنے کے لیے دوسرے گواہوں کی جانچ پڑتال کا بوجھ نہیں ڈالا جانا چاہیے کیونکہ یہ صرف کثرت کے مترادف ہوگا۔ یہاں تک کہ اگر کوئی گواہ متوفی سے متعلق ہے تو اس کے ثبوت کو ضائع کرنے کی کوئی وجہ نہیں ہے اگر وہ قابل اعتماد اور قابل اعتماد ہے۔شواہد کی تعریف کرنے کے لیے محتاط اور محتاط نقطہ نظر کی ضرورت ہوتی ہے کیونکہ شواہد کا ایک حصہ تعلقات کی وجہ سے داغدار ہوسکتا ہے اور گواہ حقائق کو بڑھا چڑھا کر پیش کر سکتے ہیں۔ ایسی صورت میں، عدالت کو ریکارڈ پر موجود دیگر شواہد کی روشنی میں شواہد کی تعریف کرنی ہے جو زبانی یا دستاویزی ہو سکتے ہیں۔ فوری معاملے میں، مخبر کی موجودگی کو جرح میں چیلنج نہیں کیا گیا۔ ملزموں نے واقعے کا اعتراف کیا اور واقعے کے وقت اور جگہ پر ان کی موجودگی بھی تنازعہ

کا باعث نہیں تھی۔ متوفی اور زخمیوں کی موجودگی بھی متدعویہ نہیں تھی۔ مخبر سے تفصیل سے پوچھ گچھ کی گئی اور عدالت عالیہ نے محسوس کیا کہ اس طرح کے جرح سے کچھ بھی کمزور نہیں نکلا۔ مخبر کی ماں کے ثبوت سے بھی مستغیث اور نابینا گواہ کے ثبوت کی تصدیق ہوئی۔(395-جی-ایچ؛396-اے-سی)

2.2. واقع ہونے کی اصل جگہ کے حوالے سے، عدالت عالیہ نے حقیقت پسندانہ پوزیشن کا تجزیہ کیا ہے اور مخبر کے شواہد کے حوالے سے محسوس کیا ہے کہ میدان کے چاروں طرف ہیجز تھے جو دفاعی ورژن کو ناممکن بناتے ہیں، حالانکہ اسے ٹرائل جج کا حق حاصل تھا۔ استغاثہ کے گواہوں کا مستقل ثبوت یہ ہے کہ متوفی پیپل کے درخت کے نیچے جھاڑ رہا تھا۔ انہوں نے یہ نہیں کہا کہ وہ درخت کے قریب تھا، جو بظاہر دفاعی موقف لگتا ہے۔(397-بی-ڈی)

2.3. متوفی پر پائے جانے والے زخموں کے حوالے سے، وہ جسم کے بیچ میں نہیں بلکہ ایک طرف تھے۔ شواہد سے یہ واضح ہے کہ یہ تب ممکن تھے جب حملہ اس وقت کیا گیا تھا جب متوفی حرکت کر رہا تھا۔(397-ڈی)

ہالو اور دیگران بنام ریاست مدھیہ پردیش، (1974) 4 ایس سی سی 300؛ بالکا سنگھ اور دیگران بنام ریاست پنجاب، (1975) 4 ایس سی سی 511 اور گر میج سنگھ اور دیگران بنام ریاست پنجاب، (1991) ضمیمہ (2) 75، کا حوالہ دیا گیا ہے۔

2.4 . یہ استدعا کہ استغاثہ کے گواہوں کا فرض تھا کہ وہ استعمال شدہ ہتھیار کے پہلو کو واضح کریں، قبول نہیں کیا جا سکتا، جب کہ براہ راست ثبوت حملوں کو کافی حد تک ثابت کرتا ہے۔ کسی بھی صورت میں، واقعے کے دوران زخمی ہونے والے بھائی نے کہا ہے کہ ہتھیار کا دھندلا حصہ استعمال کیا گیا تھا۔(398-جی-ایچ)

2.5. یہ استدعا کہ ٹرائل کورٹ کی طرف سے دیکھے گئے تضادات طبی شواہد کے لحاظ سے بصری تھے، قبول نہیں کی جا سکتی۔ ایویڈنس ایکٹ 1872 کی دفعہ 145 اس وقت لاگو ہوتی ہے جب ایک ہی شخص دو متضاد بیانات دیتا ہے۔ استغاثہ کے ایک گواہ اور دوسرے گواہوں کے بیان کے درمیان مبینہ تضادات کی وجہ سے منفی نتیجہ اخذ کرنا قانون میں جائز نہیں ہے۔ یہ عدالت کے لیے کھلا نہیں ہے کہ وہ دوسرے گواہوں کے ثبوت کا حوالہ دے کر ایک گواہ کے ثبوت کو مکمل طور پر ختم کر دے۔ گواہوں کی تردید ایویڈنس ایکٹ کی دفعہ 145 کے لحاظ سے صرف اس کے اپنے پچھلے بیان سے کی جا سکتی ہے نہ کہ کسی دوسرے گواہ کے بیان سے۔(399-اے-بی)

موہن لال گنگا رام گہانی بنام ریاست مہاراشٹر، اے آئی آر (1982) ایس سی 839، پر بھروسہ کیا۔

2.6. مبینہ آزاد گواہوں سے پوچھ گچھ نہ کرنے کے حوالے سے چشم دید گواہوں نے واضح طور پر کہا ہے کہ اس واقعے کو دیکھنے کے لیے کوئی دوسرا شخص میدان میں موجود نہیں تھا۔(399-ڈی-ای)

فوجداری اپیلٹ کا دائرہ اختیار: 1997 کی فوجداری اپیل نمبر 183۔

فوجداری اے نمبر 1234 آف 1984 میں گجرات عدالت عالیہ کے 10.10.96 کے فیصلے اور حکم سے۔

سشیل کمار، جارج پاؤلوس اور ایڈولف میتھیو محترمہ میناکشی اروڑا کے لیے، اپیل کنندہ کے لیے۔

موللک ناناوتی اور محترمہ سادھنا سندھو محترمہ ہیمنتیکا وہی کے لیے، جواب دہندگان کے لیے۔

عدالت کا فیصلہ اس کے ذریعے دیا گیا

ارجیت پسایت، جسٹس: اپیل کنندہ نے گجرات عدالت عالیہ کی ڈویژن بنچ کے ذریعے دیے گئے فیصلے کی درستگی پر سوال اٹھایا جس میں ٹرائل کورٹ کے ذریعے بری کیے جانے کے فیصلے کو کالعدم قرار دیا گیا اور اپیل کنندہ کو تعزیرات ِ ہند 1860 (مختصر طور پر 'آئی پی سی') کی دفعات 304 پارٹ II، 325 اور 447 کے تحت قابل سزا جرم کے لیے سزا سنائی گئی اور اسے بالترتیب 5 سال، 3 سال اور 2 سال کی مدت کے لیے قید بامشقت سزا سنائی گئی جس میں یہ ہدایت دی گئی کہ سزائیں بیک وقت چلیں۔ دو دیگر افراد جو اس اپیل میں جواب دہندہ گان 2 اور 3 ہیں، کو بھی اپیل کنندہ کے ساتھ مقدمے کا سامنا کرنا پڑا تھا۔ انہیں ٹرائل کورٹ نے بری کر دیا تھا، لیکن عدالت عالیہ نے انہیں مجرم قرار دیا تھا۔ تاہم، انہیں حکم دیا گیا کہ انہیں فوراً سزا سنانے کے بجائے 3 سال کی مدت کے لیے اچھے طرز عمل اور رویے کی جانچ پڑتال پر رہا کیا جائے۔

مقدمے کی سماعت کے دوران سامنے آنے والا استغاثہ کا موقف مندرجہ ذیل ہے:

مستغیث مادھو بھائی ویلجی بھائی (پی ڈبلیو-4) , زخمی گواہوں میں سے ایک نے ابتدائی اطلاعی رپورٹ درج کی جس میں کہا گیا کہ صبح کے وقت اس کے والد ویلجی بھائی بھاوسانگ (جسے اس کے بعد 'متوفی' کہا جاتا ہے) اپنے بڑے بھائی چیلجی بھائی (پی ڈبلیو-6) اور چھوٹے بھائی کانجی بھائی (پی ڈبلیو-7) مگروڈا گاؤں کے مضافات میں واقع اپنے وڈلو زرعی کھیت پر کام کر رہے تھے۔ صبح تقریباً 10.00 بجے مستغیث نہانے کے لیے کنویں پر گیا۔ نہانے اور کپڑے دھونے کے بعد وہ اپنے کپڑے خشک کرنے کی کوشش کر رہا تھا۔ اس وقت ان کے والد متوفی پیپل کے درخت کے نیچے پتے جھاڑ رہے تھے اور ان کے بھائی چیلجی (پی ڈبلیو-6) کنویں کے قریب بیٹھا تھا جبکہ اس کا چھوٹا بھائی کانجی (پی ڈبلیو-7) گایوں کو اس جگہ پر نہایا جا رہا تھا جہاں وہ چر رہی تھیں۔ صبح تقریباً 11 بجے اس کے کزن بھائی (انکل کا بیٹا) چودھری رامجی نرسنگ (اے-1 (اپیل کنندہ نمبر 1) ہتھوڑے سے لیس، چودھری بابا بھائی نرسنگ (اے-2) (جواب دہندہ نمبر 2) چھڑی سے لیس اور چودھری بائی سورج (اے-3) (جواب دہندہ نمبر 3) لاگ سے مسلح ہو کر میدان میں داخل ہوا اور اپنے والد پر حملہ کرنے لگا۔ الزام لگایا گیا کہ ملزم اپیل کنندہ چودھری رام جی نرسنگ نے اپنے والد کے سر پر دو وار کیے جس کے نتیجے میں وہ کچھ رو پڑا۔ چوٹ کے نتیجے میں اس کا بہت زیادہ خون بہہ رہا تھا۔ رونے کی آواز سن کر اس کے بھائی چیلجی (پی ڈبلیو-6) اور کانجی (پی ڈبلیو-7) جائے وقوعہ جرم کی طرف بھاگا۔ انہیں دیکھ کر، چودھری بابا بھائی نرسنگ (اے-2) چیلجی کے ماتھے پر چھڑی ماردی، جبکہ سورج (اے-3) چیلجی پر لاگ سے حملہ کیا۔ اس طرح کے حملوں کے نتیجے میں چیلجی کو بھی چوٹیں آئیں۔ یہ دیکھ کر، وہ (پی ڈبلیو-4) وہ بھی اس جگہ کی طرف بڑھا۔ ایک ویلجی کو براور چودھری مدھو بھائی ویلجی بھی پیش ہوئے، لیکن اس دوران تمام ملزم بھاگ گئے تھے۔ چونکہ اس کے والد ویلجی اور بھائی چیلجی زخمی ہو گئے تھے، دونوں کو بیل گاڑی میں گاؤں لے جایا گیا اور وہاں سے انہیں ٹریکٹر میں لے کر علاج کے لیے وس نگر ہسپتال لے جایا گیا۔ ایف آئی آر میں اس واقعے کے محرک کے بارے میں بھی بتایا گیا تھا۔ یہ کہا گیا تھا کہ اس کی خالہ ساکبین کی زرعی جائیدادوں کی تقسیم کی وجہ سے ایک کھیت اس کے والد کے حصے میں آ گیا تھا اور اس لیے ملزم نے ان کے خلاف دشمنی اور دشمنی کو پروان چڑھایا

اور اپنے والد اور بھائیوں کی جان بچانے کے لیے تینوں ملزم ہتھیاروں سے لیس ہو کر کھیت میں داخل ہوئے اور حملہ کر کے زخمی کر دیے۔ مزید کہا گیا کہ ملزم کے حملے کی وجہ سے اس کے والد ویلجی بے ہوش ہو گئے تھے اور اس وقت تک بے ہوش تھے۔ ایف آئی آر درج کی گئی۔ زخمی ویلجی بھائی جو دیوانی ہسپتال، احمد آباد میں داخل تھے، ان کے زخموں کی وجہ سے 8.5.1983 پر انتقال کر گئے اور اس لیے، دفعہ 302 کے تحت الزام شامل کیا گیا، حالانکہ ابتدائی طور پر دفعہ 307 کا اشارہ دیا گیا تھا۔ تفتیش مکمل ہونے پر فرد جُرم دائر کی گئی۔ استغاثہ کا بیان بنیادی طور پر عینی شاہدین کے شواہد پر مبنی تھا۔ ملزم افراد نے بے گناہی اور جھوٹے مضمرات کی استدعا کی۔ یہ بات قابل ذکر ہے کہ اس کے علاوہ دفاعی بیان کا اثر یہ تھا کہ یہ واقعہ زرعی کھیت میں نہیں ہوا جیسا کہ استغاثہ کے گواہوں نے بتایا تھا۔ استغاثہ کے گواہ حملہ آور تھے اور جھڑپ میں متوفی نیچے گر گیا اور بیل گاڑی اس کے اوپر سے گزر گئی۔

مخبر کا پی ڈبلیو 4 کے طور پر معائنہ کیا گیا۔ اس کی ماں ہیتی بین کا پی ڈبلیو 5 کے طور پر معائنہ کیا گیا۔ متوفی کے بھائی اور متوفی کے بیٹے چیلجی بھائی کا پی ڈبلیو 6 کے طور پر معائنہ کیا گیا۔ یہ گواہ طویل عرصے سے بینائی کھو چکا اندھا ہے۔ تاہم، اس نے کہا ہے کہ وہ اپنے رشتہ داروں، قریبی اور عزیزوں کو ان کی آواز سے پہچان سکتا ہے اور وہ اپنے کنبہ کے افراد کے ساتھ کھیت میں جاتا تھا۔ واقعہ بیان کرتے ہوئے انہوں نے بتایا کہ اس بدقسمت دن، وقت اور جگہ پر انہوں نے اپنے والد کی چیخیں سنیں کہ انہیں قتل کیا جا رہا ہے۔ اس وقت ان کے والد پیپل کے درخت کے نیچے تھے۔ وہ وہاں بھی گیا جہاں پر ملزم نمبر 2 اور 3 اس پر حملہ کرنے لگے۔ اس نے یہ حقیقت بیان کی جیسا کہ مخبر اور دوسرے بھائی نے بتایا تھا۔ اس کے بعد اس نے بتایا کہ اسے نیلیہ (کھیت کی طرف جانے والی ایک تنگ سڑک) تک گھسیٹا گیا اور اس کے بعد ملزم وہاں سے بھاگ گیا۔ کانجی بھائی کے بعد سے (پی ڈبلیو-7) متوفی کے بیٹے نے بھی اسی طرح کا بیان دیا تھا، ٹرائل کورٹ نے فیصلہ دیا کہ گواہی قابل اعتماد اور قابل اعتماد نہیں ہے کیونکہ مختلف گواہوں کے شواہد اور شک کے توسیعی فائدے کے درمیان مادی تضادات تھے۔ یہ بھی دیکھا گیا کہ طبی ثبوت عینی شاہدین کے بیان کے مطابق نہیں تھے۔ یہ مشاہدہ کیا گیا کہ ایسا کوئی کافی اور قابل اعتماد حالات نہیں تھا جو یہ ظاہر کرے کہ ملزم افراد کے مستغیث کی طرف کے میدان میں جانے اور متوفی اور اس کے بیٹوں پر حملہ کرنے کی کوئی وجہ تھی۔ دفاعی بیان کہ شکایت کنندگان نیلیہ گئے تھے اور کارٹ میں رکاوٹ ڈالی تھی اور ملزم پر حملہ کیا تھا، زائد امکان ظاہر ہوتا ہے۔ ایف آئی آر یا پولیس کے بیان میں ایک شانتی بین کا نام نہ ہونا بھی مشکوک حالات میں شمار کیا گیا۔ یہ بھی مشاہدہ کیا گیا کہ کچھ آزاد گواہ جن کی موجودگی قائم کی گئی تھی ان سے تفتیش نہیں کی گئی۔

اپیل میں عدالت عالیہ نے پایا کہ ٹرائل کورٹ کا نقطہ نظر غلط تھا۔ یہ خیال تھا کہ اگر کوئی خاص حقیقت قابل اعتماد اور قابل اعتماد گواہوں کے ثبوت سے قائم ہوتی ہے، تو ریکارڈ پر اسی حقیقت کو ثابت کرنے کے لیے دوسرے گواہوں کی جانچ پڑتال کا بوجھ نہیں ڈالا جانا چاہیے کیونکہ یہ صرف کثرت کے مترادف ہوگا۔ اگر گواہ بصورت دیگر قابل اعتماد اور قابل اعتماد ہے، تو اس حقیقت کو جو اس گواہ کے ذریعے ثابت کرنے کی کوشش کی جاتی ہے، دوسرے گواہوں کے ذریعے مزید ثابت کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ یہاں تک کہ اگر کوئی گواہ متوفی سے متعلق ہے تو اس کے ثبوت کو ضائع کرنے کی کوئی وجہ نہیں ہے اگر وہ قابل اعتماد اور قابل اعتماد ہے۔ ثبوت کی تعریف کرنے میں محتاط اور محتاط نقطہ نظر کی ضرورت ہے کیونکہ ثبوت کا ایک حصہ تعلقات کی وجہ سے داغدار ہو سکتا ہے اور گواہ حقائق کو بڑھا چڑھا کر پیش کر سکتے ہیں۔ ایسی صورت میں عدالت کو ریکارڈ پر موجود دیگر شواہد کی روشنی میں شواہد کی تعریف

کرنی ہے جو زبانی یا دستاویزی ہو سکتے ہیں۔ یہ دیکھا گیا کہ مخبر کی موجودگی کو جرح میں چیلنج نہیں کیا گیا تھا اور اسے عدالت عالیہ نے اہم سمجھا تھا۔ ملزموں نے واقعے کا اعتراف کیا اور واقعے کے وقت اور جگہ پر ان کی موجودگی بھی تنازعہ کا باعث نہیں تھی۔ متوفی اور زخمیوں کی موجودگی (پی ڈبلیو-7) یہ بھی متدعویہ نہیں تھا جیسا کہ جرح کی مدت کے ساتھ ساتھ ملزم کے موقف سے بھی واضح ہے۔ مخبر سے تفصیل سے پوچھ گچھ کی گئی اور عدالت عالیہ نے محسوس کیا کہ اس طرح کے جرح سے کچھ بھی کمزور نہیں نکلا۔ پی ڈبلیو-5 یعنی اس کی ماں کے ثبوت نے بھی نابینا گواہ پی ڈبلیو-4 اور پی ڈبلیو-6 کے ثبوت کی تصدیق کی تھی۔

اپیل کی حمایت میں، فاضل وکیل مسٹر سشیل کمار نے کہا کہ بغیر کسی مجبور کرنے والی وجہ کے ٹرائل کورٹ کے فیصلے کو کالعدم قرار دے دیا گیا ہے۔ استغاثہ نے تنازعہ کی ابتداء کو دبا دیا ہے اور اس کے بیان میں ساکھ کا فقدان ہے۔ ڈاکٹر نے پایا کہ لگنے والے زخم کٹے ہوئے نہیں تھے۔ اگرچہ گواہوں نے حملے کا ہتھیار 'کدال' بتایا ہے، لیکن پی ڈبلیو-4 کے شواہد میں ہتھیار کے پہلو کے بارے میں کوئی ذکر نہیں ہے جو مبینہ طور پر استعمال کیا گیا تھا۔ پوسٹ مارٹم رپورٹ اور طبی شواہد 'کدال' کے استعمال کے بارے میں زبانی شواہد کو مکمل طور پر مسترد کرتے ہیں۔ ہالو اور دیگران بنام ریاست مدھیہ پردیش، (1974) 4 ایس سی سی 300 اور بالا کا سنگھ اور دیگران بنام ریاست پنجاب، (1975) 4 ایس سی سی 511 میں اس عدالت کے فیصلوں پر پختہ انحصار رکھا گیا، حملے کے ہتھیار کے پہلو کے بارے میں مخصوص بیان درآمد کر رہا ہے۔ یہ پیش کیا جاتا ہے کہ استغاثہ کا فرض تھا کہ وہ وضاحت حاصل کرے۔ قابل ذکر بات یہ ہے کہ خون کے داغ والے کپڑوں کو طبی معائنے کے لیے بھیجا گیا تھا نہ کہ خون کے داغ والے ہتھیاروں کے لیے۔ ٹرائل کورٹ کی طرف سے اجاگر کیے گئے تضادات آکولر شواہد اور طبی شواہد سے متعلق ہیں نہ کہ مختلف گواہوں کے شواہد کے درمیان تضادات سے۔ لہذا، عدالت عالیہ نے یہ فیصلہ دیتے ہوئے غلطی کی کہ ٹرائل کورٹ کا فیصلہ کمزور تھا۔

بقیہ طور پر، یہ پیش کیا جاتا ہے کہ جب جانچ کے فوائد کو دو شریک ملزموں تک بڑھایا گیا تھا تو جہاں تک موجودہ اپیل کنندہ کا تعلق ہے اس کے لیے مختلف معیار اپنانے کی کوئی معقول وجہ نہیں تھی کیونکہ وہ ایک ہی بنیاد پر کھڑا ہے۔

دوسری طرف جواب دہندہ ریاست کی طرف سے پیش ہوئے فاضل وکیل نے پیش کیا کہ ٹرائل کورٹ نے قانون میں صحیح پوزیشن کو مدنظر رکھے بغیر ناقابل قبول احاطے میں کام کیا تھا۔ حقیقت پسندانہ پوزیشن کا بھی مناسب تجزیہ نہیں کیا گیا۔ لہذا، عدالت عالیہ نے بری ہونے کے فیصلے کو کالعدم قرار دیتے ہوئے اسے جائز قرار دیا۔ اگرچہ شریک ملزم افراد کو جانچ پڑتال کا فائدہ دیا گیا ہے، اور ہائی کورٹ کے فیصلے کے اس حصے کو چیلنج کرنے والی کوئی اپیل دائر نہیں کی گئی ہے، لیکن اپیل کنندہ اس کا فائدہ نہیں اٹھا سکتا کیونکہ جرم میں اس کا قطعی کردار قائم ہوا تھا اور وہ جرم کے پیچھے بنیادی دماغ تھا۔

واقعہ کی اصل جگہ کے حوالے سے اپیل کنندہ کی درخواست پر آتے ہوئے، عدالت عالیہ نے حقیقت پسندانہ پوزیشن کا تجزیہ کیا ہے اور پی ڈبلیو-4 کے شواہد کے حوالے سے محسوس کیا ہے کہ میدان کے چاروں طرف ہیجز تھے جو دفاعی ورژن کو بہتر بناتے ہیں، حالانکہ اسے لرنڈ ٹریل جج کی حمایت حاصل تھی۔ پی ڈبلیو 4، 5، 6 اور 7 کے مستقل شواہد کا اثر یہ ہے کہ متوفی پیپل کے درخت کے نیچے جھاڑ رہا تھا۔ انہوں نے یہ نہیں کہا کہ وہ درخت کے قریب تھا، جو بظاہر دفاعی موقف لگتا ہے۔

جہاں تک متوفی اور استعمال شدہ ہتھیار کے پہلو پر پائے جانے والے زخموں کا تعلق ہے، یہ بات قابل ذکر ہے کہ

زخم جسم کے بیچ میں نہیں بلکہ پہلو میں تھے۔شواہد سے یہ واضح ہے کہ یہ تب ممکن تھے جب حملہ اس وقت کیا گیا تھا جب متوفی حرکت کر رہا تھا۔ جہاں تک ہالو کے معاملے (اوپر) اور بالا کا سنگھ کے معاملے (اوپر) میں اس عدالت کے فیصلوں کا تعلق ہے، یہ موقف گرمیج سنگھ اور دیگران بنام وی میں مختصر طور پر بیان کیا گیا تھا۔ ریاست پنجاب (1991) ضمیمہ 2 ایس سی سی 75۔ پیراگراف 8 میں اس کا مشاہدہ اس طرح کیا گیا:

"اس کے بعد اپیل گزاروں کے وکیل نے پیش کیا کہ استغاثہ کے مطابق اپیل گزار گیان سنگھ گنداسی سے لیس تھا اور اس پر الزام ہے کہ اس نے متوفی کے سینے پر دھاوا مارا تھا۔ عام طور پر گنڈسی کا دھکا کچلنے کا سبب بنتا ہے جبکہ متوفی کے سینے پر سخت اور دھندلے مادے کی وجہ سے "1* "5 کا کھرچنا ہوتا ہے۔ وکیل کے مطابق عام طور پر جب کوئی گواہ کسی خاص ہتھیار کے استعمال کے بارے میں گواہی دیتا ہے تو یہ فرض کرنے کا کوئی وارنٹ نہیں ہوتا ہے کہ ہتھیار کا دھندلا پہلو حملہ آور نے استعمال کیا تھا۔ اس دلیل کی حمایت میں وکیل نے ہماری توجہ دو فیصلوں کی طرف مبذول کرائی، یعنی ہالو بنام ریاست ایم پی، (1974) 4 ایس سی سی 300 اور نچتر سنگھ بنام ریاست پنجاب، (1976) 1 ایس سی سی 750۔ اس کی عرضیوں میں، اس لیے سینے پر پائی جانے والی چوٹ کو گیان سنگھ سے منسوب نہیں کیا جا سکا، جس کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ اس نے گنڈسی کا استعمال کیا تھا۔ ہمیں اس دلیل میں اس سادہ سی وجہ سے کوئی اہلیت نظر نہیں آتا کہ استغاثہ کے گواہوں نے واضح طور پر کہا ہے کہ گیان سنگھ نے گنڈسی کے دوٹوک پہلو کا استعمال کیا۔ اگر استغاثہ کے گواہ اس طرف سے وکیل کے جمع کرانے پر خاموش ہوتے تو اس میں اہمیت ہوتی۔ لیکن جہاں استغاثہ کے گواہ واضح طور پر بتاتے ہیں کہ ہتھیار کا دھندلا پہلو استعمال کیا گیا تھا، وہاں اس بات پر یقین کرنے کی کوئی گنجائش نہیں ہے کہ ہتھیار کا تیز رخ جو عام طور پر استعمال ہوتا تھا حقیقت میں استعمال کیا گیا تھا۔ مذکورہ بالا دو فیصلوں کے مشاہدات اس کے برعکس نہیں ہیں۔ درحقیقت پہلے مذکور مقدمے میں یہ واضح طور پر کہا گیا ہے کہ اگر استغاثہ کے گواہوں نے موقف واضح کیا ہے، تو ان کا ثبوت غالب ہوگا نہ کہ عام نتیجہ۔ تاہم، وکیل نے شکایت کی کہ استغاثہ نے اس سوال پر پی ڈبلیو-1 ڈاکٹر ملہوترا کی رائے حاصل کرنے کی کوشش نہیں کی کہ کیا اس طرح کا رگڑ گنڈسی کے دھچکے سے ممکن ہے۔ ان کے مطابق، جیسا کہ اس عدالت نے کرتاری بنام ریاست یوپی (1976) 1 ایس سی سی 172 اور ایشور سنگھ بنام ریاست یوپی، (1976) 4 ایس سی سی 355 میں فیصلہ دیا تھا۔ استغاثہ کا فرض تھا کہ وہ اس سلسلے میں میڈیکل مین کی رائے حاصل کرے۔ پی ڈبلیو-1 نے اپنے معائنے کے سربراہ کے دوران واضح طور پر کہا کہ 2,3 اور 4 زخم ایک دھندلے ہتھیار کی وجہ سے ہوئے تھے۔ یہ سچ ہے کہ ان سے خاص طور پر نہیں پوچھا گیا تھا کہ کیا سینے کی چوٹ گنڈسی کے دھندلے حصے کی وجہ سے ہو سکتی ہے۔ یہ نہیں کہا جا سکتا کہ استغاثہ کو ماہر طب کی رائے حاصل کرنے کی کوشش کرنی چاہیے کہ آیا اس ہتھیار سے کوئی خاص چوٹ ممکن ہے جس سے مبینہ طور پر گواہ کو ہتھیار دکھانے سے ہوا ہے۔ درحقیقت پریذائیڈنگ افسر کو خود رائے حاصل کرنی چاہیے تھی۔ تاہم، اس معاملے میں اس سے زیادہ فرق نہیں پڑنا چاہیے کیونکہ پی ڈبلیو 2 اور 3 کا ثبوت قابل قبول ہے اور اس کی تصدیق ابتدائی اطلاعی رپورٹ کے ساتھ ساتھ پی ڈبلیو- 4. اگر طبی شواہد نے بھی اس کی رائے دی ہوتی تو اس سے مزید تصدیق ہوتی۔ لیکن اس کی رائے ظاہر کرنے کی غلطی پی ڈبلیو 2 اور 3 کی براہ راست گواہی کو مشکوک یا کمزور نہیں بنا سکتی۔ اس لیے ہمیں اس پیشکش میں کوئی خوبی نظر نہیں آتی۔ درحقیقت اگر ہم پی ڈبلیو-1 کی جانچ پڑتال کی طرف رجوع

کرتے ہیں تو ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ دفاعی کیس یہ تھا کہ یہ تینوں چوٹیں جسم کے سخت سطح پر گرنے کی وجہ سے ہوئیں، ایک ایسا بیان جسے مسترد کیا جانا چاہیے۔"

(زور دینے کے لیے واضح کیا گیا)

پوزیشن ہونے کے اوپر، اپیل کنندہ کے فاضل وکیل کی یہ استدعا کہ استغاثہ کے گواہوں کا فرض ہے کہ وہ یہ واضح کریں کہ ہتھیار کے کس طرف استعمال کیا گیا تھا، بے بنیاد ہے جب کہ براہ راست ثبوت حملوں کو کافی حد تک ثابت کرتا ہے۔ کسی بھی صورت میں، پی ڈبلیو-6 نے کہا ہے کہ ہتھیار کا دھندلا پہلو استعمال کیا گیا تھا۔

اس استدعا پر آتے ہوئے کہ ٹرائل کورٹ کی طرف سے دیکھے گئے تضادات طبی شواہد کے مقابلے میں بصری تھے، ہم فیصلے کو پڑھنے پر پاتے ہیں کہ ایسا نہیں ہے، بھارتیہ ایویڈنس ایکٹ 1872 کی دفعہ 145 (مختصر طور پر "ایویڈنس ایکٹ") اس وقت لاگو ہوتی ہے جب ایک ہی شخص دو متضاد بیانات دیتا ہے۔ استغاثہ کے ایک گواہ اور دوسرے گواہوں کے بیانات کے درمیان مبینہ تضادات کی وجہ سے منفی نتیجہ اخذ کرنا قانون میں جائز نہیں ہے۔ یہ عدالت کے لیے کھلا نہیں ہے کہ وہ دوسرے گواہوں کے ثبوت کا حوالہ دے کر ایک گواہ کے ثبوت کو مکمل طور پر ختم کر دے۔ گواہوں کی تردید ایویڈنس ایکٹ کی دفعہ 145 کے لحاظ سے صرف اس کے اپنے پچھلے بیان سے کی جا سکتی ہے نہ کہ کسی دوسرے گواہ کے بیان سے۔ موہن لال گنگارام گہانی بنام ریاست مہاراشٹر، اے آئی آر (1982) ایس سی 839 دیکھیں۔ جیسا کہ مذکورہ معاملے میں کہا گیا تھا، دفعہ 145 صرف ان معاملات پر لاگو ہوتی ہے جہاں ایک ہی شخص یا تو مختلف کارروائیوں میں یا کارروائی کے دو مختلف مراحل میں دو متضاد بیانات دیتا ہے۔ اگر بیان دینے والے کی تردید کی کوشش کی جاتی ہے تو اس کی توجہ صرف ایویڈنس ایکٹ کی دفعہ 145 کے تحت اس کے پچھلے بیان کی طرف مبذول کرائی جانی چاہیے۔ دفعہ 145 میں ایسی کوئی درخواست نہیں ہے جس میں گواہ کو اس کے اپنے بیان سے نہیں بلکہ دوسرے گواہ کے بیان سے متصادم کیا جائے۔

مبینہ آزاد گواہوں سے پوچھ گچھ نہ کرنے پر بہت زور دیا گیا۔ عینی شاہدین نے واضح طور پر کہا ہے کہ اس واقعے کو دیکھنے کے لیے کوئی دوسرا شخص میدان میں موجود نہیں تھا۔

ہم نے پایا کہ عدالت عالیہ نے ٹرائل کورٹ کے ذریعے منظور کیے گئے بری ہونے کے فیصلے کو پلٹ کر اپیل کنندہ کی اثباتِ جُرم کی ہدایت کرتے ہوئے قانون میں درست اصولوں کا اطلاق کیا ہے۔ اس کے لیے جو نتائج اخذ کیے گئے ہیں وہ قانون کی کسی واضح غلطی یا نقطہ نظر کی بگاڑ اور مداخلت کی ضمانت دینے کے لیے شواہد کی مکمل کمی کا شکار نہیں دکھائے گئے ہیں۔ مختلف نظریہ اختیار کرنے کی کوئی وجہ نہیں ہے۔ اپیل مسترد کر دی گئی ہے۔

این جے۔

اپیل مسترد کر دی گئی۔

Sheikh Javiad Alam
2025.06.04 16:23
I am the author of this document